بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغامِ صلح انٹرنیشنل

جون 2018ء
رمضان/ شوال ۱۴۳۹ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت کا ترجمان

حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ مُدعی نبُوت نہیں مجدد صد چہاردہم تھے، جس کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد

فہرست مضامین

1: عید مُبارک..2
2: رمضان کا جہاد از حضرت مولانا محمد علیؒ.................2
3: رمضان خطبہ از سیّد ناصر احمد صاحب...............5

اعلانِ وفات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

- محترم رابرٹ بیپٹ، صدر جماعت سرینام، کے نانا جو دُنیا میں سب سے بوڑھے (عمر 98 سال) احمدی تھے۔ (سرینام)
- امز ادبھائی، جو زُبیدہ بہن کے شوہر تھے، (لندن، ایلنگ ہسپتال)

دونوں اپنے مولا کے گھر تشریف لے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُنہیں جنت میں بُلند مقامات عطا فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
پتہ برائے خط وکتابت
15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ
www.virtualmosque.co.uk
ای میل۔ info@aaiil.uk :

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

اعلان

جلد ہی جماعت کی ریڈیو نشریات پریمیر اسلامک ریڈیو سے نشر کی جائیں گی۔

www.virtualmosque.co.uk پر دیگر نشریات

پروگرام واوقات

جمعہ-انگریزی		13:00
درس-بعد از جمعہ انگریزی		13:30
ماہانہ اجلاس-انگریزی-	ہر ماہ پہلی اتوار	15:00
عیدین-انگریزی		11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی	13:00	سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات-	ہر اتوار	09:00

سکائپ آئی ڈی
Lahori-Ahmad

عید مبارک

نماز عید الفطر

15 جون 2018ء بروز جمعہ صبح 11:00 بجے
دارالسلام 15 سٹینلے ایونیو، ویمبلے اور
مانچسٹر (پتہ درخواست پر)
فطرانہ 6 پونڈ فی کس

یاد رہے زکوۃ بھی روزوں کی طرح فرض ہے!

6رمضان 1350ھ 15 جنوری 1932ء

رمضان مبارک کا جہاد عظیم

(اس مضمون کو 13 رمضان المبارک کے جمعہ میں ہر جگہ سنایا جائے اور اس پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔ ارشاد حضرت امیر)

رمضان مبارک کئی قسم کے مجاہدات کا مہینہ ہے۔ جن سب کی غرض رضاء اور قرب الٰہی کا حصول ہے۔ اس غرض کے حصول کے لئے رمضان کو چند امور سے خاص کیا گیا ہے۔ اوّل جائز خواہشات طبعی کا مقررہ اوقات کے اندر ترک کرنا، یعنی کھانے پینے وغیرہ سے رکنا، اور جائز طبعی خواہشات کو ترک کرنے کے اندر ناجائز خواہشات کا ترک کرنا خود ہی آجاتا ہے۔ اس لئے ہر قسم کے جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے زبان کو پاک رکھنا، اور اکل حرام اور ناجائز خواہشات سے بچنا، اسی مفہوم کے اندر شامل ہے۔ روزے کے اس مفہوم کو کم و بیش سب روزہ دار جانتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت چند اور امور کو بیان کرنا چاہتا ہوں، جن کی طرف عام طور سے توجہ کم ہے۔ ان میں سے امرِ اوّل دُعا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے صراحت

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہو گا۔
4. بُمطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلِ سُنّت کے مُسلّمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدّث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

کے ساتھ رمضان کے ذکر میں بھی فرمایا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (186:2) جب بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہ وہ اس کی رضا اور اس کے قُرب کو کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟ تو اسے اِنِّیْ قَرِیْبٌ کی آواز آتی ہے۔ اور پھر اسی قُرب کو حاصل کرنے کا بھی یہ ذریعہ بتایا ہے۔ کہ دعا کرنے والے کے دل میں جب اللہ تعالیٰ کے قُرب کی سچی تڑپ پیدا ہوتی ہے، اور اس کی وہ تڑپ سچے جوش کے ساتھ زبان پر آجاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے قبول بھی فرمالیتا ہے۔ گویا قُرب اور رضاءِ الٰہی کو حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ دُعا ہے۔ اور اس کا خصوصیّت سے ذکر رمضان میں اس لئے کیا کہ دُعا کے لئے جو کیفیت قلبی رمضان میں پیدا ہوسکتی ہے، وہ دوسرے اوقات میں نہیں ہوسکتی۔ یعنی ایک طرف روزے کی وجہ سے خواہشات جسمانی مغلوبیّت کے رنگ میں ہوتی ہیں، دوسری طرف دُعا کے لئے بہترین وقت انسان کو میسر آتا ہے۔ اور وہ تہجّد کا وقت ہے۔

اگر دُعا کو کمال کو پہنچانا چاہتے ہو تو نماز تہجّد اختیار کرو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی سے انسان مقام محمود پر پہنچتا ہے۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (79:17) اور رمضان میں تہجّد کے لئے خاص طور پر نبی کریم ﷺ تاکید بھی فرماتے تھے۔ ان ایام میں نیند کو ترک کرنے کے لئے سامان تو خود روزہ ہی ہے، جس کی حد اسی لئے قبل از صبح صادق رکھی ہے، طلوعِ آفتاب نہیں رکھی۔ تاکہ انسان اپنے آپ کو کچھ نیند کی آسائش سے بھی محروم کرے۔ اور یہی وقت تہجّد کا ہے۔ اس وقت ایک طرف عالم سکون کی حالت میں ہوتا ہے، دوسری طرف خود انسان کے اندر ایک سکون کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کھانے کی گرانی اور نیند کی گرانی وغیرہ یہ سب باتیں دور ہوچکی ہوتی ہیں۔ اور کچھ خارجی سکون کا اثر بھی انسان کے قلب پر پڑتا ہے۔ تو جیسے اس وقت انسان دعا میں لذت محسوس کرتا ہے، اور جیسے اس وقت اس کے دِل پر خُدا تعالیٰ کی عظمت کا اثر ہوتا ہے، یہ کیفیت دوسرے اوقات میں اسے کم میسر آسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں خود بھی تہجد کے لئے زیادہ تعابد فرماتے تھے۔ اور ساتھ والوں کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ بعد میں اسی تہجّد کی جگہ لوگوں نے تراویح مقرر کرلی۔ مگر ظاہر ہے کہ تراویح میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی ہے، جو تہجّد سے مخصوص ہے۔ پس ہمارا اصل مجاہدہ رمضان میں یہی ہونا چاہئیے کہ تہجّد کے ذریعے دعا کو کمال کو پہنچایا جائے۔

ہماری دُعا کیا ہو؟: بہترین دُعا تو وہی ہے، جو قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ اور جس کو ہمارے لئے ہر نماز اور ہر رکعت میں ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی سورہ الفاتحہ۔ مگر اس کے دو حصوں کی طرف خصوصیت سے احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پہلے حصے میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کی طرف۔ اگر ان الفاظ کی طرف انسان کی توجہ ہو، تو قلب انسانی میں یہ ایک سکون کی حالت پیدا کر دیتے ہیں، جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے بہت قریب کر دیتی ہے۔ ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے انسان کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضلوں پر ایک ایسی راحت کی حالت پیدا ہو جانی چاہئیے، جو اُس کے تمام رنجوں اور غموں کو دور کر دے۔ اور اپنے مولیٰ پر کسی قسم کی شکایت اس کے قلب میں باقی نہ رہے۔ کیونکہ وہ سارے جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ بعض وقت میری تکلیف میں میری اپنی ربوبیّت مدِ نظر ہوتی ہے۔ یعنی وہ میری تکلیف میری اپنی ہی کسی بہتری کا موجب ہوتی ہے۔ اور بعض وقت اس تکلیف میں کسی دوسرے کی یا میری قوم کے لئے ربوبیّت مدِّ نظر ہوتی ہے۔

تو بہرحال اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہوا انسان اپنے اندر ایک سکون کی حالت پیدا کرے۔ اور اگر وہ حالت پہلی دفعہ کہنے سے نہیں ہوتی، تو دوسری دفعہ، تیسری دفعہ ان الفاظ کو دہرائے۔ یہاں تک کہ اس کے قلب میں ایک کامل سکون کی حالت محسوس ہو۔ اس سکون کی حالت کا پیدا کرنا دعا کی پہلی ضرورت ہے۔ اور پھر اس پاک دعا کا دوسرا حصہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے۔ جس پر خاص طور پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ سب سے بڑھ کر غلطی خوردہ وہ انسان ہے، جو یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں کمال پر پہنچ چکا ہوں۔ جب تک انسان اپنی کمزوری اور اپنی عاجزی اور اپنے اندر قصوروں کا اعتراف نہیں کرتا، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بھی اس کے دل کے اندر سے اُبل کر نہیں نکلتا۔ اور دعا میں جوش تب ہی پیدا ہوتا ہے، جب یہ الفاظ دل کے اندر سے پھوٹ کر نکلیں۔

اس دُعا کو اگر میسر ہو تو بار بار دہرائے۔ کبھی اپنی کوتاہیوں پر نظر ڈالے کہ میں کس قدر کمزوریوں میں مبتلا ہوں؟ اپنے انہماک اشغال دنیا پر نادم ہو۔ اس بات پر افسوس ہو کہ کس طرح اس کے دل پر دنیا کی محبت غالب آکر خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کے جذبہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے! کس طرح قربانیوں کے وقت اس کے دل میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ ان بے نفس انسانوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی تڑپ پیدا ہو، جو انعامات الٰہی کو حاصل کرتے ہیں۔ کبھی اپنے متعلقین، اپنے بھائی بندوں، اپنی بیوی، اپنے بچوں اور اپنے دوستوں کے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے، تا سب مل کر خُدا کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہوں۔ اور ایک دوسرے کے حقیقی طور پر مددگار ہوں۔ کبھی اپنی جماعت کے بھائیوں کی طرف توجہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مجدد کا دامن پکڑ کر، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرکے، پھر ان کا قدم پیچھے نہ ہٹے، بلکہ ترقی کرتا ہوا آگے ہی چلے۔ اور اپنی قربانیوں سے وہ دنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کریں۔ اور باہم محبت سے رہیں۔ کبھی اپنے مسلمان بھائیوں کی حالت پر غور کرے کہ کس طرح وہ اس عظیم الشان نعمت سے محروم ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کی

بہتری کے لئے مجدد وقت کی صورت میں نازل فرمائی تھی! کس طرح وہ بھولے پڑے ہیں کہ وہی امر، جس سے ان کی حالت سنور سکتی ہے، اسی سے وہ بھاگ رہے ہیں۔ اور آنکھ کھول کر نہیں دیکھتے کہ جس شخص نے مردہ دلوں کے اندر خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کا اس قدر بلند جذبہ پیدا کر دیا، کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟ اور بہر حال ہم کو تو وہ بہتری کے راہوں پر ڈالتا ہے۔ ہماری اپنی بہتری ہماری قوم کی بہتری اور ہمارے دین کی بہتری کی راہ پر ہم کو لگاتا ہے۔ اور کچھ مانگتا نہیں، اور اگر وہ سچا ہے، تو کتنی بڑی محرومی ہے کہ ہم اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے! اللہ تعالیٰ انہیں امام وقت کو پہچاننے اور اس کا ساتھ دینے کی توفیق دے۔ کبھی اس سے بھی زیادہ اپنی نظر کو وسیع کرے کہ کس طرح ابھی تک دنیا اس صداقت اور روشنی سے دور پڑی ہوئی ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس تاریکی میں پڑی ہوئی دنیا کو اسلام کی روشنی سے مالا مال کر دے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے اندر یہ ساری دعائیں آجاتی ہیں۔ اور بہت کچھ دین اور دنیا کے امور بھی آجاتے ہیں۔

مگر اس کے علاوہ سجدے کی حالت کی دعا میں انسان کے دل کے اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ انسان کی عاجزی کا انتہائی مقام ہے۔ یہ گویا عبودیت کا انتہائی مقام ہے۔ اور اسی لئے سجدے کی تسبیح میں ربوبیت کے علو کا انتہائی مقام یاد دلایا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰی تاکہ عبودیت اور ربوبیت کا حقیقی تعلق پیدا ہو۔ حالت سجدہ میں علاوہ تسبیحات کے، جو دعا چاہے اور جس زبان میں چاہے، کر سکتا ہے۔ اور اس حالت کی دعا سب سے زیادہ موثر ہے۔

جس طرح دعا کا رمضان کے ساتھ خاص تعلق ہے، ایک دوسرے امر کا بھی رمضان کے ساتھ تعلق ہے۔ اور یہ دوسرا امر انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ جو حصولِ قرب و رضاء الٰہی کا موجب ہے۔ قرآن کریم میں جس قدر زور انفاق پر دیا گیا ہے، وہ کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں۔ نبی کریم کے متعلق احادیث میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ اَجْوَدُ النَّاسِ تھے۔ یعنی سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے۔ كَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کی سخاوت کا ظہور رمضان میں ہوتا۔ پس رمضان انفاق فی سبیل اللہ کا مہینہ ہے۔ یوں تو ہر شخص اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرتا ہی ہے۔ مگر رمضان کو خاص کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اس میں معمول سے علاوہ خرچ کیا جاوے۔ اس لئے تمام احباب سے گزارش ہے کہ حکم رمضان کی پوری تعمیل کے لئے علاوہ روزے کے، ان دونوں مجاہدات سے برکات حاصل کریں۔ یعنی دعا اور خیرات کا خاص طور پر تعاہد کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں ایک اور بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جماعت کی دعا اور جماعت کے انفاق میں اللہ تعالیٰ نے خاص برکت رکھی ہے۔ اور متفرق اور پراگندہ طور پر کام کو کرنے سے کبھی وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے، جو جماعت کے رنگ میں کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہی ہمارے فرداً فرداً مجاہدات، اگر ایک خاص غرض کو سامنے رکھ کر کئے جائیں، تو ان دونوں امور میں جہاد کا رنگ پیدا ہو سکتا ہے۔ جس صورت میں تم سب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، تو دعا میں اتحاد کا رنگ یوں پیدا ہو سکتا ہے کہ ایک امر کو ہم سب دعا کے لئے مخصوص کر لیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر، اور جو دعا چاہیں، وہ تو کریں، اور ایک امر ہم سب کی دُعاءِ تہجّد میں مشترک ہو، تو اس طرح پر ہماری وہ دعا جماعت کی دعا بن جائے گی۔ وہ امر کیا ہو؟ اس وقت ہمارے اس ملک میں جو کچھ مخالفت احمدیت کی ہوئی ہے۔ اور جس قسم کے گندے اور ناپاک حملے بانیٔ احمدیت اور تحریک احمدیت پر کئے گئے ہیں، اس کا ہم سب کو علم ہے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ہمارے سب احباب نے اس بات کو محسوس کیا ہے، کہ احمدیت کی مخالفت کا یہ رنگ ایک مدت کے بعد پیدا ہوا ہے۔ گویا غلطی خوردہ علماء اور ان کے جاہل پیروؤں کے ایک حصہ نے یہ تہیہ کر لیا ہے، کہ احمدیت سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک زبردست تنفر پیدا کر کے احمدیت کو مٹا دیں۔ حالانکہ ہم کئی بار کہہ چکے ہیں، کہ اگر احمدیت تم کو اسلام کی خدمت کرتی نظر آتی ہے۔ اور کون ہے جو آج اس کھلی بات کا انکار کر سکتا ہے، تو اس کو مٹانا، اس شاخ کو کاٹنا ہے، جس پر تم خود بیٹھے ہو۔ مگر آج احمدیت کو حد درجہ ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس میں بعض زبردست اخبار نویسوں کا بھی ہاتھ ہے۔ تاکہ اس ذریعہ سے پبلک میں جوش پیدا ہو کر، ان کو پیسے ملتے رہیں!

لکھا ہے کہ احد کے جنگ میں جب نبی کریم ﷺ کے سر مبارک پر چوٹیں آئیں۔ اور دانت شہید ہوگئے، اور کفار نے مسلمان شہداء کی لاشوں تک کا مثلہ کیا، تو کسی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ان کی ان زیادتیوں کی وجہ سے ان پر بددعا کریں، تو آپ ﷺ نے یوں دعا کی اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اے میرے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔ اور لاعلمی سے میری مخالفت کر رہے ہیں۔ اور اسلام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ آئو! آج ہم سب اسی نسبت نبویؐ پر عمل کریں۔ اور جن لوگوں نے ہمیں تباہ کرنے کے لئے پورا زور لگایا، ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس غلطی اور جہالت سے باہر نکالے، جو اسلام کو بھی بدنام کرنے کا موجب ہوتی ہے۔

میں دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ جو احمدیت کو اپنی نادانی سے برباد کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ بسا اوقات ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ خود اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہیں۔ اور شائد یہ مخالفت ہمیں جگانے کے لئے ہی ہوئی ہے۔ اگر ہم بیدار ہوتے تو یہ مخالفت بھی نہ ہوتی۔ مگر یاد رکھیئے کہ گالیوں سے ذلیل کرنے کی کوشش دنیا میں کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ وہ ایک عارضی بات ہوتی ہے۔ جو چند دن لوگ کر کے آخر خود تھک جاتے ہیں۔ اور طبائع خود بخود ملامت کرنے لگتی ہے کہ ہم نے یہ کیا فعل کیا؟ اگر انہوں نے احمدیت

کو گالیوں سے ذلیل کرنا چاہا ہے۔ اور اس سے نفرت پیدا کرنا چاہی ہے، تو آئو ہم دعا سے احمدیت کو محبوب کر دیں۔ مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے لئے اکٹھے ہو کر مجاہدہ کریں۔ کوئی احمدی نہ ہو، مرد ہو یا عورت، جو اس رمضان میں نماز تہجّد میں اپنی دُعا کا بڑا حصہ اس بات پر صرف نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اپنے محسن دوست اور دشمن میں تمیز کرنے کی توفیق دے۔ اور ان کو دکھادے کہ احمدیت اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا ہی نام ہے۔ اور وہ خود گروہ در گروہ اس خدمت کے کام کو شوق سے اپنے ذمہ لیں۔ تا کہ خُدا کا کام دنیا میں بلند ہو۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صحیح عزت دلوں میں قائم ہو۔ اور اسلام کی صداقت ظاہر ہو۔ اور جس طرح ہم دعاؤں میں یوں اکٹھے ہو سکتے ہیں کہ احمدیت کی ترقی ہم سب کی دعاؤں کا مشترک اور ضروری حصہ ہو، اسی طرح ہم اس انفاق میں بھی اکٹھے ہو سکتے ہیں، جس کے بغیر انسان کا مجاہدہ مکمل نہیں ہوتا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری دُعا اور ہمارا انفاق ان دونوں کی غرض اس وقت متحد ہونی چاہیئے۔ جس طرح ہم ایک طرف اپنی دعاؤں سے احمدیت کی ترقی کے خواہاں ہوں۔ اور ہمارے دلوں میں جوش اور ترّپ پیدا ہو کہ ہمارے مسلمان بھائی مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر خدمت اسلام کے کام میں مصروف ہوں، جس طرح ہمارے دلوں کے اندر یہ آرزو پیدا ہو کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی جہالت دور ہو، اسی طرح ہمارا انفاق بھی اس وقت ایک ہی غرض کے لئے ہو کہ احمدیت کی صحیح تصویر لوگوں کو دکھائیں۔ اور اس لاعلمی کو، جس کی وجہ سے احمدیت کی مخالفت ہو رہی ہے، دور کریں۔ کیونکہ اگر ہمارے دل میں ایک تڑپ ہو، اور یہی دعا ہے، مگر عمل اس کے ساتھ نہ ہو، تو اس خالی تڑپ پر بھی کوئی نتائج مرتب نہیں ہو سکتے! بلکہ وہ صحیح تڑپ نہیں کہلائے گی۔ نہ وہ حقیقتاً دُعا ہو گی۔ تو ہم رمضان کے احکام کا احترام کرتے ہوئے خُدا کی راہ میں اپنے مال بھی خرچ کریں، اور سب اکٹھے ہو کر ایک غرض واحد خرچ کریں۔ اور وہ غرض واحد ہو بھی وہی جو اس وقت ہماری دعاؤں کی غرض واحد ہو۔ تو ایک طرف جماعت کی اس دُعا اور دلی تڑپ سے، کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کی جہالت کو دور کر کے ان کو احمدیت کے صحیح رنگ میں دیکھنے کی توفیق دے، اور دوسری طرف جماعت کے اس متحدہ عمل سے، کہ احمدیت کی صحیح تصویر دکھا کر لوگوں کی لاعلمی کو دور کیا جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ کے وہ افضال اور برکتیں نازل ہوں گی، جو خود ہمارے وہم و گمان میں نہیں! تو کیا ہم سب کے سب اکٹھے ہو کر دعا سے، انفاق سے، احمدیت کی ترقی کا مجاہدہ اس رمضان میں کریں گے؟ میں اُمید کرتا ہوں کہ میری یہ درد دل کی صدا بیکار نہ جائے گی۔ اور میرے بھائی اس وقت دوسرے تمام خیالات سے الگ ہو کر اس عظیم الشان جہاد میں لگ جائیں گے۔

میری تجویز اس دوسرے پہلو کے متعلق یہ ہے کہ ہر ایک جگہ ساری جماعت کو جمعہ میں یا خطبہ جمعہ کے بعد یہ مضمون سنا دیا جائے۔ اور جہاں ایک طرف سب احباب اس دُعا میں میرے ساتھ شریک ہونے کا وعدہ کریں، اس کے ساتھ حسبِ حیثیت احمدیت کے لٹریچر کو پھیلانے کے لئے چندہ جمع کیا جاوے۔ اور جس قدر رقم جمع ہو، وہ فوراً الگ کی الگ دفتر محاسب میں بھیج دی جائے۔ اور جہاں احباب جمعہ میں جمع نہیں ہوتے، وہاں اس اخبار کو پڑھ کر وہ اپنی اپنی جگہ پر فوری عمل کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں دوسری دفعہ اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ جو لوگ میری آواز پر لبیک کہنا چاہتے ہیں، وہ پہلی آواز پر ہی مصروف عمل ہو جائیں۔ میرے مد نظر یہ باتیں ہیں۔

اوّل: پانچ سو کے قریب جِلد کتاب "تحریک احمدیت" کی مفت شائع کی جائے۔ بہت سے دوست اس غرض کے لئے یہ کتاب طلب کر رہے ہیں۔ اس غرض کے لئے اس کی قیمت صرف ایک روپیہ ہو گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو لوگ اس کو پڑھیں گے، وہ احمدیت کی صداقت اور فوائد کے ضرور قائل ہو جائیں گے۔

دوم: پچاس ہزار یا ایک لاکھ کی تعداد میں ایک مختصر اشتہار شائع کیا جاوے۔ جس میں احمدیت کی اصل حقیقت کو واضح کیا جاوے۔ لیکن اگر کوئی دوست ایسی خواہش کریں کہ ان کا دیا ہوا روپیہ کسی اور رنگ میں احمدیت کی تبلیغ پر صرف ہو، تو اس کا روپیہ اسی طرح صرف ہو گا۔ والسلام۔

محمد علی۔ (پیغام صلح 15 جنوری 1932)

بُرائیوں اور لغو باتوں سے رُکنا اور ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنا ہی روزہ ہے۔

خطبہ جمعہ، جامع کراچی 18، مئی 2018ء

(سیّد ناصر احمد ۔ بی۔ اے ۔ ایل۔ ایل۔ بی)

روزہ کی غرض:۔ آج ماہِ رمضان شروع ہو چکا ہے ۔ پہلا روزہ تو گھر کے تقریباً سب ہی لوگ رکھتے ہیں اور اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں ۔ کراچی کی اس گرمی اور حبس میں بڑوں کا حوصلہ تو ہے ہی ، بچوں کا ذوق و شوق اور برداشت قابل ستائش ہے۔ صبح سویرے اُٹھ کر سحری کھانا ، نماز فجر ادا کرنا اور سارا دن نمازوں کا اہتمام اور یہ کوشش کہ اپنی خواہشات ، جذبات خاص طور پر غصہ پر قابو پانا ، بُرے کاموں سے رُکنا اور دوسروں کو نہ صرف تکلیف پہنچانے سے رُکنا بلکہ ان کی خدمت یا ان سے بھلائی کے مواقع ڈھونڈنا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک مہینہ رمضان کا مقرر کیا ہے ۔ اگر غور کیا جائے تو آجکل مختلف بین الاقوامی اور قومی دن منائے جاتے ہیں ، ان کی غرض کو جس طریق پر ماہِ رمضان میں پورا کرنے کی نصیحت اور تربیت کا

اہتمام کیا گیا ہے ،اس سے بہتر اور کوئی طریق ہو ہی نہیں سکتا ۔ لیکن بات یہی ہے کہ نہ حج کرنے سے انسان کو خدا کا قرب حاصل ہوجاتا ہے ورنہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو سورۃ قریش میں کعبتہ اللہ کے طواف کرنے کے سلسلہ میں خاص طور پر یہ تاکید کہ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (القریش۔3) نہ کرنی پڑتی ”اس گھر کے رَبّ کی عبادت کرو “۔ اور اگر روزہ رکھنے سے ہی انسان میں دین کی غرض اور انسانی ہمدردی کا ہردو طریق اختیار کرنے کی توفیق حاصل ہوجاتی تو اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر سورۃ الماعون نازل نہ کرنی پڑتی اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف بطور خاص توجہ نہ دلانی پڑتی جو بظاہر ہر آدمی بخوبی سمجھتا اور جانتا ہے ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے الفاظ سنیں اور پھر ان کے ترجمہ پر بھی دھیان دیں ۔ انسانی ہمدردی اور ایک دوسرے کی ضرورتوں کے لئے احسان پر توجہ دینے کو کس سادگی سے دین کی غرض بتانے کی کوشش کی گئی ہے ۔

’’کیا تُو نے اس شخص کی حالت پر غور کیا جو دین کو جھُٹلاتا ہے ۔ یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔پس ایسے نمازیوں کے لئے تباہی ہے ۔جو اپنی نماز سے غافل ہیں ۔ جو دکھاوا کرتے ہیں ۔ اور خیرات اور دوسروں کو استعمال کی روزمرہ کی چیزوں کو دینے سے روکتے ہیں۔‘‘ (سورۃ الماعون107:1-5)نیکی اور خیر خواہی کے احساس کی تربیت پیدا کرنا

اگر آپ روزہ سے متعلق مختلف ہدایات کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث کو پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ اگر آپ روزہ نہیں رکھ سکتے یا آپ بیمار ہیں یا روزہ کے دوران آپ سے غلطی ہوگئی ہے ان کے لئے فدیہ کے طور پر جن جن مختلف طریق پر نیکی اور خیرات کرنے کی تلقین کی گئی ہے، ان سب کا بنیادی مقصد اپنے اندر انسانی ہمدردی کے جذبہ اور رویہ کی نشوونما اور معاشرے میں محروم اور ضرورت مند طبقہ کی خبر گیری کرنا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو نہ ہماری عبادت کی ضرورت ہے اور نہ ہی صدقہ اور خیرات کی جن کی مختلف موقعوں اور مختلف صورتوں میں کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے ۔ یہ تمام عبادتیں اور ہمدردی کے کام ہم میں نیکی اور معاشرے میں دوسروں سے بھلائی کرنے کے لئے ترغیب دینا مقصود ہے تاکہ معاشرے میں باہم ہمدردی ، شفقت اور خیر خواہی ترقی کرے ۔ یہی ترقی ہے جو معاشرے کو اور اس کے لوگوں کو خوشحال بنا سکتی ہے اور اسی کا نام دین ہے ۔ قرآن مجید میں اس کے لئے لفظ” فلاح“ استعمال کیا گیا ہے ۔ جس طرح انسان محنت کر کے زمین میں بیج ڈالتا، ہل چلاتا، پانی فراہم کرتا اور پھر فصل کاٹتا ہے ۔ اسی طرح انسان کو نیکی ، ہمدردی اور اخلاق پیدا کرنے کے لئے محبت ، شفقت اور قربانی کرنی پڑتی ہے ۔ تبھی کہیں جا کر نیکی کی فصل کاٹ سکتا ہے ۔

حضرت مولانا محمد علی ؒ صاحب نے” بیان القرآن “میں سورۃ البقرہ کی آیت 183 :۔يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ١٨٣ کے تحت جس میں روزہ کی فرضیت کے حکم اور کچھ تفصیلات بیان کئے گئے ہیں ، اس پر ذیل کا انتہائی جامع نوٹ لکھا ہے :

صوم ”اصل میں ایک فعل سے رکنے کا نام ہے ، کھانا ہو یا کام یا چلنا ۔ اصطلاح شریعت میں اُس شخص کا جو احکام شریعت کا پابند ہوچکا ہے ، صبح کی سفیدی کے نمودار ہونے سے رات کی سیاہی کے نمودار ہونے تک ارادۃً کھانا کھانے ، پانی پینے اور جماع سے رُکے رہنا ہے ۔)لُغت ،غرائب القرآن(اور اس کے ساتھ جیسا کہ احادیث نے وضاحت کردی ہے کہ ہر ایک لغو اور ناجائز فعل یا قول کا ترک کرنا بھی شامل ہے ۔

اسلام نے روزہ کی غرض یہ بیان کی ہے کہ تم مُتقّی بنو یعنی تمہارے اندر بدی کی طاقتیں کمزور اور نابُود ہوں اور نیکی کی قوتیں نشوونما پائیں کیونکہ انسان کی ہر ایک قوت اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے اس بات کی محتاج ہے کہ اسے نشوونما دی جائے (خواہ وہ جسم ہو ، دماغ ہو ، ہنر مندی ہو ، آواز ہو وغیرہ ۔ انسان کو اپنی کسی بھی صلاحیت ، قوت یا ہنر مندی کو ترقی دینا مقصود ہو تو اس کو ہر اس چیز سے پرہیز کرنا ہوگا اور ہر اس چیز کو اپنانے کی کوشش کرنا ہوگی جو اس کے مقصد کے حصول کے لئے مفید او رترقی کا موجب ہو۔ناقل)

پس روزہ میں خُدا کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے حلال چیزوں کو ترک کیا جاتا ہے ۔ روزہ سے خواہشات کو ترک کرنے کی قوت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے اور یہی قوت انسان کو اپنے نفس پر حاکم بناکر اعلیٰ سے اعلیٰ پاکیزگی اور نیکی کے مقام پر پہنچاتی ہے ۔ اسلام نے ہر ایک چیز کو ایک قاعدہ اور ضبط کے ماتحت کیا ہے ۔ روزہ میں اس ضبط کو توڑنا مقصود نہیں بلکہ انسان کے اندر یہ قوت پیدا کرنا ہے کہ خواہشات حیوانی جو کھانے پینے اور زوج کی طرف رجوع کرنے سے تعلق رکھتی ہے ، انسان کے اقتدار کے نیچے ہوں او ر ایسا نہ ہو کہ انسان ان کا غلام اور محکوم بن جائے ۔روزہ میں خواہشات حیوانی پر قابو پانے کی عملی راہ بتائی گئی ہے ۔ ص(104)

زندگی کے کاموں میں نظم و ضبط کے طریق کی تربیت

جس طرح جسم کو صحت مند بنانے یا اس کو زیادہ توانا بنانے کے

لئے عام روش سے ہٹ کر غذا اور ورزش کرنا پڑتی ہے اور پھر اس ورزش کو ایک خاص طریقہ سے اور ایک خاص مدت تک کرنی پڑتی ہے ۔ اس کے لئے ایسی غذاؤں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے جو اس جسم کی خاص ساخت کے بننے میں رکاوٹ ہوں پھر آپ کو اس کے لئے صحیح ماحول مہیا کرنے کے لئے اپنے سونے اور اُٹھنے کے اوقات کو بھی بدلنا پڑتا ہے ۔

اسی طرح امتحان کی مثال لے لیجئے ۔ امتحان کے قریب آنے پر آپ زندگی کے معمول میں کافی تبدیلیاں لے آتے ہیں ۔ جو کہ زندگی کے عام معمول سے ہٹ کر ہوتی ہیں ۔ یہ اس لئے کہ آپ کو ایک بلند مقصد حاصل کرنا ہوتا ہے جس پر آپ کے مستقبل کا انحصار ہے یعنی ایک رنگ میں ایک اعلیٰ مقصد کے لئے کچھ چیزوں کو جو عام حالات میں درُست ہوتی ہیں آپ ارادۃً چھوڑتے ہیں ۔ یہی چھوڑنا اور ایک خاص طریق کو اختیار کرنا روزہ کے ذریعہ اس کی تربیت دی گئی ہے ۔

روزہ آپ کو ہرایک نیک ، اعلیٰ اور مفید مقصد یا چیز کو حاصل کرنے کے طریق کی تربیت دیتا ہے جس کے ذریعہ آپ میں نئی قوت ارادی ، کوشش اور پھر آپ کو اس کے نتیجہ میں مقصد میں کامیابی اور اس پر مستزاد اللہ کا فضل حاصل ہوتا ہے ۔ یہی تقویٰ کی راہ ہے جو دنیاوی اور اُخروی زندگی میں کامیابیاں حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے ۔

اُخروی زندگی کا صحیح معنی:۔جب ہم عام گفتگو میں دنیاوی اور اُخروی یا آخرت کی زندگی کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں جو بھی اچھا یا بُرا کام ہم کرتے ہیں اس کا ایک نتیجہ ضرور برآمد ہوتا ہے ۔ یہ سب نتائج ہی اس کام کی آخرت ہیں ۔ لیکن ہم کیوں عام طور پر آخرت کا لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ یہ اس لئے کہ اس زندگی کا آخر اختتام ہونا ہے اور آپ کے تمام اعمال جو اچھے ہیں یا بُرے ان کا انجام موت کے بعد بالکل ظاہر طورپر آپ کے سامنے آجائیں گے ۔ اور دین ہم میں یقین پیدا کرتا ہے کہ یقیناًایسا ہی ہو گا ۔ اُس وقت آپ اپنے تمام کاموں کا انجام بھی دیکھ لیں گے جن کے متعلق آپ کو دنیاوی زندگی میں پورا علم نہ ہوسکا۔

لفظ صوم میں" رُکنے "کی غرض اور اہمیت:۔لفظ" صوم " میں رُکنے کے عمل کو نمایاں حیثیت دی گئی ہے ۔ اس عمل کی ہر اچھے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کس قدر ضرورت اور اہمیت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر بھی کچھ روشنی ڈالوں کہ آخر رُکنے کو ہی کیوں اللہ تعالیٰ نے روزے کے سلسلہ میں اتنی اہمیت دی ہے کہ لفظ ہی ایسا اختیار کیا جس کا بنیادی مطلب ہی رُکنا ہے ۔

آج کل پاکستان میں اور مغربی دنیا میں جم جانے کا فیشن زوروں پر ہے ۔ عورتیں ، مرد اور بچے بڑے اہتمام سے اور اچھی خاصی رقوم خرچ کرکے ان مراکز میں جاتے ہیں ۔ اور پھر اپنی نجی محفلوں میں ان کی تفصیلات کا فخر سے ذکر کرتے ہیں ۔ جب آپ جِم جانا شروع کرتے ہیں تو نہ صرف ان کے قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے ہیں بلکہ انسٹرکٹر کی ہدایات پر بھی عمل کرتے ہیں ۔ورنہ آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ کئی دفعہ نقصان بھی پہنچ سکتا ہے ۔ اس کے لئے بھی آپ کو اپنی معمول کی زندگی میں خاص وقت ، خاص محنت اور کسی حد تک غذا میں بھی احتیاط برتنی پڑتی ہے ۔اسی احتیاط کا دوسرا نام "رُکنا" ہے ۔ جس کے لئے قرآن مجید نے لفظ" صوم "استعمال کیا ہے ۔

اسی طرح ٹریفک کے نظام میں سرخ بتی بھی رُکنے کا اشارہ دیتی ہے اگر آپ نہ رُکے تو آپ کو بھی حادثہ پیش آسکتا ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے کو بھی بلاوجہ حادثہ پیش آسکتا ہے ۔ حالانکہ وہ تو بتی کے اشارے کے مطابق صحیح چلا آرہا تھا۔ پھر دریاؤں اور نہروں کے پانی کو لے لیں۔ پانی کا کام تو نیچے کی طرف بہنا ہے ۔ لیکن اگر آپ نے اس کو روک کر نہریں نکالیں اور کھیتوں کو سیراب کیا یا ڈیم بنا کر ان سے بجلی حاصل کی یا نہریں نکالیں تو اس روکنے کے عمل سے آپ کو کتنے فائدے حاصل ہوئے ۔ اس رُکنے کے عمل پر غور کرتے چلے جائیں تو آپ کو اس کے بے شمار فائدوں کا علم ہوتا جائے گا ۔

بھائیو ، بہنو اور بچو ۔ زندگی میں ہر ایک کامیابی کے حاصل کرنے کے لئے محنت کے علاوہ رُکنے کے عمل کو بھی اختیار کرنا پڑتا ہے ۔ ورنہ محض محنت سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی ۔ رُکنے کا مطلب ان باتوں سے پرہیز ہے جو آپ کے مقصد کے حصول میں رکاوٹ بن سکتے ہیں ۔رُکنے کے عمل کے حوالے سے رمضان کا ہمارے بچوں کے لئے خاص پیغام ہے ۔ اس مہینہ میں قرآن مجید اُترنا شروع ہوا جس کا پہلا پیغام ہی یہ ہے کہ" پڑھ"کیونکہ اس کے ذریعہ ہی تمہیں نہ صرف علم حاصل ہوگا بلکہ وہ علم حاصل ہوگا جو کسی اور طریق سے حاصل نہیں ہوسکتا ۔ کیا سارا دن وٹس ایپ اور فیس بک سے آپ کو وہ علم حاصل ہوسکتا ہے جو پڑھنے سے ہوتا ہے ۔ پڑھنا وہ واحد طریقہ ہے کہ جس کے ذریعہ الفاظ اور خیالات ایک مربوط طریق پر آپ کے دل و دماغ میں داخل ہوتے رہتے ہیں ۔ ماضی کا علم ہم تک اسی ذریعہ سے پہنچا اور یہی طریق ہے کہ جس کے ذریعہ ہم مزید علم حاصل کرتے ہیں اور اسی علم کو لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔ بچوں سے میری گذارش ہے کہ وہ اس پر غور کریں اور ان چیزوں پر وقت ضائع کرنے سے رُک جائیں) جو وقتی مزاح

یا چھوٹی سی بات تو آپ کو پہنچا دیتی ہے لیکن کوئی ٹھوس علم یا خیال پوری طرح پر نہ بیان کرسکتی۔اور نہ ہی یہ اس کا مقصد ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ زندگی کے ہر میدان میں ، ہر مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک Training Courseکا خاکہ مہیا کیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں ۔ اس کو محض فاقہ کرنا نہ سمجھیں ۔ اس میں آپ کے لئے کامیابیاں حاصل کرنے کی کنجی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

ذمہ داریوں کے احساس کے لئے تربیت:۔روزوں کا ایک اہم اثر جو ہماری سوچ اور عمل پر ہونا چاہیے وہ ذمہ داریوں کا احسان کا پیدا کرنا ہے ۔ دراصل زندگی کی سرگرمیوں کے اچھے انجام دہی کے لئے ذمہ داریوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔ جو جتنا ذمہ داریوں کو اچھے طریق پر ادا کرے گا ۔ اس کو اتنا ہی اچھا پھل ملے گا ۔ یہ عام قائدہ ہے کہ جو شخص اپنی ذمہ داریوں کو خوب اسلوبی سے ادا کرتا ہے اس کو سب لوگ پسند کرتے ہیں اور یہی بات اس کی عزت کا باعث بھی ہوتی ہے ۔ قرآن مجید نے اس کے لئے لفظ ”عہد “یعنی” وعدہ “استعمال کیا ہے اور اس کو پورا کرنے کی بار بار تاکید بھی کی ہے ۔سورۃ مائدہ کی آیت1 میں ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ” جو ایمان لائے ہیں ۔ اقراروں کو پورا کریں“ ۔سورۃ مومنون آیت8 میں یوں فرمایا: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۔”کامیاب مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں ۔“

درحقیقت زندگی کی کامیابی کا انحصار ہی اس بات پر ہے کہ آپ عہد کا پاس اور ذمہ داری کے ادا کرنے کا زیادہ سے زیادہ احساس کریں ۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ذمہ داری کی ادائیگی ہی کسی نظام کی کامیابی کا ضامن ہے ۔ تو یہ غلط نہ ہوگا۔ روزہ کا مقصد ہی کوتاہیوں سے رکنے ، ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا احساس او ریہ ایمان پیدا کرنا ہے کہ ہر نیک عمل زندگی او ر معاشرے میں اعتماد اور خوشحالی پیدا کرتا ہے اور اس سلسلہ میں کوتاہیاں بد اعتمادی اور بدحالی پیدا کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس وسیع و عریض تخلیق کے لئے اشرف المخلوق انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ اس زمین میں اللہ کے حکم کے مطابق نظم و ضبط کو قائم رکھے ۔ اس میں خود انسان کی نہ صرف بھلائی ہے بلکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروکار لاکر زمین کی حکمرانی کرسکتا ہے ۔ لیکن اس بارے میں کوتاہی خود اس کی بربادی کا باعث بن سکتا ہے ۔ یہی قرآن مجید کا پیغام ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے اس شاہکار کی سپردکاری کا انسان کو نہ صرف احساس ہونا چاہیے بلکہ شکر گذار بھی ہونا چاہیے۔

اس ذمہ داری کو نباہنے میں اللہ کا ایک ایک عمل پر دس گناہ او رکئی معاملات میں اس سے بڑھ کر اجر دینے کا وعدہ بھی قرآن مجید میں درج ہے ۔ اللہ پر ایمان لانے کے ناطے سے ہم مسلمانوں کو اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا زیادہ احساس کرنا چاہیے۔

رسول اکرم صلعم کی نہایت پُر حکمت حدیث دنیاوی زندگی میں ذمہ داریوں کی کیا نوعیت ہے ۔ رسول اکرم صلعم نے چند فقروں میں اس کا کیا خوبصورت خاکہ کھینچا ہے ۔ملاحظہ فرمائیں:

”بخاری میں ابن عمرؓ نے رسول اکرم صلعم سے ایک حدیث روایت کی ہے ۔ آپ صلعم فرماتے ہیں”تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک شخص سے اپنی رعیّت کے متعلق پوچھا جائے گا ۔ بادشاہ حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا ۔ مرد اپنے اہل کا حاکم ہے اور اس سے اپنی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ او رعورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے اور اس سے اپنی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا ۔اور نوکر اپنے مالک کے مال پر حاکم ہے اور اس سے اپنی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا ۔ (بخاری11:11)

رسول اکرم صلعم نے کتنا جامع اور حقیقت پر مبنی بات کو کس سادگی سے بیان کیا ہے اور ہر ایک کو اپنی ذمہ داری بھی یاد دلائی ہے اور اسکی جوابدہی سے بھی خبردار کیا ہے ۔ اللہ کرے اس مبارک مہینہ میں ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں ۔ تاکہ ہم گھر میں ، دفتر میں ، اپنے ماحول میں اور پھر اپنے اردگرد رہنے والوں اور تعلق داروں میں ، باہم خوشگوار اور انسانی اخلاق کے رویے کو اختیار کریں ۔ یہی جنت ہے جس کا عملی مظاہرہ آخرت میں ہوگا او رجس کی ابتدا اسی زندگی سے ہوتی ہے بشرطیکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلیں اور اس کے مطابق عمل کریں ۔

برگشتہ

اے امامِ زماں تُجھ سے بے بہرہ
منزلوں تک کبھی نہیں پہنچے
اللہ اللہ وہ تیرا علمِ کلام
لوگ اُسی تک ابھی نہیں پہنچے

(کلامِ اعظم علوی)